ملک گیر، تاریخی اور نمائندہ

علماء ومشائخ پاکستان کنونشن

منعقدہ ۱۶ شوال ۱۴۲۷ھ، بمطابق ۹ نومبر ۲۰۰۶ء، اسلام آباد کا جاری کردہ

اعلامیہ

نحمده تبارك وتعالىٰ ونصلي ونسلم على رسوله الكريم وعلى آله واصحابه واتباعه اجمعين، امابعد!

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام دینی مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام، دینی رہنماؤں دانشوروں، اہم شخصیات اور کارکنوں کا یہ مشترکہ اجتماع اس امر پر سخت تشویش واضطراب کا اظہار کرتا ہے کہ قیام پاکستان کو ساٹھ برس کے لگ بھگ عرصہ گزر جانے کے باوجود اس وطن عزیز میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح اور ان کے رفقاء کے واضح اعلانات کے مطابق قرآن وسنت کے دستوری وقانونی بالادستی کی ضمانت اور اسلامی احکام وقوانین کے عملی نفاذ کی طرف کوئی پیش رفت سامنے نہیں آرہی بلکہ ریاستی وقومی وسائل تسلسل کے ساتھ قوم وملک کو اس منزل سے دور رکھنے کے لئے صرف ہو رہے ہیں اور ملت اسلامیہ کے اس نظریاتی وتہذیبی تشخص اور ثقافتی امتیاز کو جو جنوبی ایشیاء میں ''پاکستان'' کے نام سے ایک نئی ریاست کے قیام کا بنیادی سبب بنا تھا، مجروح اور پامال کر کے مغربی تہذیب وثقافت کو مسلط کرنے کی شعوری اور منظم کوشش کی جارہی ہے۔

یہ صورتحال تمام مکاتب فکر کے مشائخ وعلماء کے لئے انتہائی تکلیف اور اذیت کا باعث ہے کہ گزشتہ نصف صدی کے دوران اسلامی جمہوریہ پاکستان میں دستوری اور قانونی طور پر اسلامی ثقافت ومعاشرت کے تحفظ، شرعی احکام وقوانین کے نفاذ اور دینی اقدار اور روایات کی پاسداری کے لئے جو چند اقدامات مختلف مراحل میں کئے گئے تھے مثلاً (۱) ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کا قانون، (۲) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور اسلام کا نام اور اصطلاحات استعمال کرنے سے روکنے کے قوانین، (۳) حدود شرعیہ کا قانونی نفاذ اور اس نوعیت کے دیگر قوانین کو اسلامیان پاکستان کے عقائد وجذبات کے علی الرغم مبینہ بین الاقوامی دباؤ کے تحت ختم کرنے یا غیر مؤثر بنانے کی

بتدریج مہم جاری ہے۔ اس مذموم مقصد کے لئے بیرونی امداد سے چلنے والی این جی اوز اور لادین فکر و فلسفہ سے مرعوب دانشوروں اور لابیوں کے ساتھ ساتھ سرکاری وغیر سرکاری ذرائع ابلاغ بھی مسلسل مصروف عمل ہیں اور اسلامی تعلیمات واحکام پر یقین وایمان رکھنے والے پاکستانی مسلمانوں کے ٹیکسوں سے وجود میں آنے والے سرکاری وسائل ذرائع اس میں بے دریغ استعمال کئے جارہے ہیں۔

☆......اس سلسلہ کی تازہ ترین مثال حدود آرڈیننس میں ترامیم کے لئے نام نہاد ''تحفظ حقوق نسواں بل'' کا وہ مسودہ ہے جسے خواتین کے حقوق کے تحفظ کے نام پر قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے حالانکہ درحقیقت اس بل میں خواتین کے حقوق کی کوئی بات ہے ہی نہیں بلکہ اس کے ذریعے حدود آرڈیننس میں ایسی غیر شرعی تبدیلیاں کی جارہی ہیں جن سے خواتین کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کو تحفظ ملے گا مثلاً:

۱-اگر کوئی شخص زبردستی کسی خاتون کی عزت لوٹے تو اس پر شریعت نے جو سخت سزا (حد) مقرر کی ہے اسے بالکل ختم کر کے اس کی جگہ قید کی معمولی سزا تجویز کی جارہی ہے اور اس طرح حدود اللہ کو پامال کیا جارہا ہے، اسی سے اندازہ کر لیا جائے کہ اس بل سے خواتین کا تحفظ ہوگا یا ان کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کا؟

۲-زنا اگر چار گواہوں سے ثابت نہ ہو تو خواتین کے ساتھ بد سے بدتر فحاشی اور بدکاری کے ارتکاب پر ہر قسم کی سزا ختم کی جارہی ہے۔ اس سے نہ صرف فحاشی کو تحفظ ملے گا بلکہ غیرت کے نام پر لوگوں کے قانون ہاتھ میں لینے کو فروغ حاصل ہوگا۔ نیز مغربی ممالک کی طرح پاکستان میں بھی بغیر شادی کے رہنے والے جوڑوں کو قانونی تحفظ حاصل ہو جائے گا۔ اس بل میں یہی دو باتیں ہیں جن کو ''تحفظ حقوق نسواں'' کا نام دیا گیا ہے اس کے سوا بل میں کوئی بنیادی بات نہیں ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں خود حکمران جماعت کی دعوت پر ملک کے سرکردہ علماء کرام پر مشتمل خصوصی کمیٹی وزارت قانون کے اعلیٰ حکام کے ساتھ کئی روز کے مذاکرات کے بعد یہ حتمی رائے دے چکی ہے کہ یہ بل اپنی موجودہ شکل میں قرآن وسنت کے تقاضوں سے صریحاً متصادم ہے اور حدود آرڈیننس کو غیر مؤثر بنانے کے ساتھ ساتھ یہ بل ملک میں بے حیائی اور فحاشی کو قانونی تحفظ دینے کا ذریعہ بنے گا۔

سرکردہ علماء کرام کی خصوصی کمیٹی نے نام نہاد ''تحفظ حقوق نسواں بل'' کا تفصیلی جائزہ لے کر اسے شرعی احکامات کے مطابق ڈھالنے کے لئے واضح سفارشات اور تجاویز پیش کر دی ہیں۔ نیز اس بل کو حقیقتاً خواتین کے حقوق کے تحفظ کا بل بنانے کے لئے بھی مثبت تجاویز پیش کی ہیں مثلاً:

(۱) ملک کے بیشتر علاقوں میں خواتین کو میراث سے محروم کیا جاتا ہے اور ان کے حصۂ میراث پر ان کے رشتہ دار مرد قابض رہتے ہیں اس ظلم کو قانوناً قابل سزا جرم قرار دیا جائے۔

(۲) ملک کے بعض حصوں میں عورتوں کی خرید و فروخت کے رواج کو قانوناً ختم کیا جائے اور اسے قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔

(۳) قرآن کریم کے ساتھ نکاح کے نام پر عورتوں کو شادی اور وراثت کے حق سے محروم کر دینے کی جاہلانہ، غیر شرعی اور مذموم رسم کا سد باب کیا جائے۔ (۴) بیک وقت تین طلاقیں دینے کو قانوناً قابل سزا جرم قرار دیا جائے۔ (۵) بیواؤں کے دوسرے نکاح میں رکاوٹ ڈالنے کو جرم قرار دیا جائے۔ (۶) باہمی تنازعات میں صلح کے طور پر لڑکی کی مرضی کے خلاف اسے کسی کے نکاح میں دینے کو جرم قرار دیا جائے۔

اس قسم کے اور بھی بہت سے مسائل ہیں جو عورتوں کے تحفظ کے لئے ضروری ہیں اور جن کی طرف علماء و مشائخ توجہ دلا رہے ہیں ان کو نظر انداز کر کے حکومت کے پیش کردہ نام نہاد ''تحفظ حقوق نسواں بل'' کو منظور کرانے سے عورتوں کے حقوق کے تحفظ کا کوئی مقصد حاصل نہیں ہوگا بلکہ اس سے معاشرے میں بے حیائی، فحاشی اور زنا کو فروغ ملے گا۔

لیکن بعض وفاقی وزراء مسلسل یہ بیانات دے رہے ہیں کہ علماء کرام کی ان سفارشات کو نظر انداز کر کے قومی اسمبلی کی سلیکٹ کمیٹی کی طرف سے پیش کردہ صورت میں ہی اس بل کو منظور کیا جا رہا ہے جس سے ملک بھر میں اضطراب اور تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔

علماء کرام، مشائخ عظام، دینی رہنماؤں، دانشوروں، اہم شخصیات اور کارکنوں کا یہ عظیم اور ملک گیر نمائندہ اجتماع بعض سرکاری عہدیداروں کے ان بیانات کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہے کہ اگر ''تحفظ حقوق نسواں بل'' کو علماء کرام کی متفقہ سفارشات و تجاویز کے بغیر قومی اسمبلی سے محض عددی اکثریت کی بنیاد پر منظور کرایا گیا تو اس کو قرآن و سنت کے صریح احکام اور آئین پاکستان کی اسلامی دفعات سے بغاوت تصور کیا جائے گا اور علماء و مشائخ پوری قوم سے اپیل کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ وہ اپنی عظیم روایات کے مطابق ایک بار پھر سڑکوں پر نکل آئے اور اپنا احتجاج ریکارڈ کرائے اور ایسے حکمرانوں کا بوریا بستر عوامی طاقت کے ذریعہ گول کر دے جو پاکستان کے اسلامی تشخص کو پامال کرنے پر تل گئے ہیں۔

☆......علماء و مشائخ کا یہ ملک گیر نمائندہ اجتماع ''باجوڑ'' کے دینی مدرسہ پر طیاروں کی وحشیانہ بمباری کی

شدید مذمت کرتا ہے۔ حکومتی بیانات میں کہا گیا ہے کہ اس مدرسے میں غیر قانونی سرگرمیاں جاری تھیں جن پر ''مدرسہ'' کو کئی بار وارننگ دی گئی تھی۔

علمائے کرام و مشائخ عظام کا یہ عظیم الشان نمائندہ اجتماع اعلان کرتا ہے کہ اگر یہ حکومتی بیان درست ہے تو اس کا قانونی طریقہ یہ تھا کہ خلاف قانون سرگرمیوں میں ملوث افراد کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا جاتا اور بذریعہ عدالت سزائیں جاری کی جاتیں۔ اس کے برعکس ماورائے عدالت بمباری کر کے قتل کرنے کا کوئی قانونی اور شرعی جواز نہیں۔ نیز حکومتی بیان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہاں 75 دہشت گرد موجود تھے تو سوال یہ ہے کہ وہاں اس بمباری سے جاں بحق ہونے والوں کی تعداد 75 نہیں 83 ہے تو ان 8 شہیدوں کے خون کا حساب کون دے گا؟

☆......ہم ''درگئی'' میں جاں بحق ہونے والے پاک فوج کے نوجوانوں کے لئے بھی دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ (آمین)

باجوڑ کے شہدا ہوں یا مالاکنڈ کے، دونوں ہمارا اپنا لہو ہیں ہمیں اس پالیسی کو بدلنا ہوگا جو امریکہ کی چاکری پر مبنی ہے اور جو نہ صرف عوام اور فوج کے درمیان فاصلے بڑھا رہی ہے بلکہ قیمتی انسانی جانوں سے بھی کھیل رہی ہے۔

یہ اجتماع حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مغرب کے سامنے محکومانہ اور معذرت خواہانہ رویہ اور اسلام دشمنوں کے منفی پروپیگنڈے کو دلائل فراہم کرنے کی روش ترک کر کے پورے اعتماد اور عزم کے ساتھ وطن عزیز پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کا دفاع کرے اور دینی اقدار و روایات کا تحفظ کرے۔

علماء کرام و مشائخ عظام کا یہ ملک گیر نمائندہ اور عظیم اجتماع صدر، وزیراعظم اور پاکستان کی پارلیمنٹ کے اراکین سے اس توقع کا اظہار کرتا ہے کہ وہ جماعتی اور سیاسی مفادات سے بالاتر ہو کر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اور اپنی قبر اور آخرت کو پیش نظر رکھ کر محض مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن و سنت کے منافی قانون سازی کو روکنے میں اپنا مؤمنانہ کردار ادا کریں گے۔

دنیا کی زندگی، مال و دولت اور یہاں کے عہدے اور رکنیت سب چند روزہ ہے، ہم سب کو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو کر اپنے اقوال و اعمال کا حساب دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا کے چند روزہ مفادات کی خاطر آخرت کی دائمی مسرتوں سے محروم نہ فرمائیں۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆☆